Reform Series, No 4.

REMEDIAL CAUSES OF INDIA'S POVERTY.

افلاس ہند کے قابل علاج اسباب

مصنفہ

ڈاکٹر جان مرڈک صاحب

CHRISTIAN LITERATURE SOCIETY FOR INDIA
PUNJAB BRANCH. LUDHIANA 1908.

جسکو
کرسچن لٹریچر سوسائٹی فار انڈیا نے
شائع کیا

سنہ ۱۹۰۸ء

دفعہ اول | تعداد جلد ۱۰۰۰ | قیمت ۱ر

Price one anna.

غیر متناہی موت کو دکھاتی ہے۔ جسپر رحمت کا دروازہ بند ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں انسان کی
حالت آزمائشی ہے۔ ناداری انسان کو بسا اوقات ظاہری ٹیپ ٹاپ۔ اور ان اسباب سے
جن میں خوشی چندروزہ ہے ہٹاکر۔ ان اسباب پہ دل کو لگاتی ہے۔ جو انجیلی اصطلاح میں آسمانی
خزانہ کہلاتا ہے۔ جس کو زنگ نہیں لگتا۔ جسپر چور کا کھٹکا نہیں جو انسان کا باطنی جوہر
بنکر اس میں راسخ اور مستحکم ثابت ہوجاتا ہے۔ ایسا کہ وہ اُس سے کوئی چھین نہیں سکتا
اور جو اُس کے چہرہ پر بشاشت اور چین پیدا کرتا ہے۔ جن خوشیوں کی ظاہری ار
پرتناسخ کی تعلیم نازاں ہے۔ ان سے سیری ہرگز نہیں ہوسکتی۔ وہ اسباب ہم سے جاتے
رہتے ہیں۔ ان پر حسد حملہ کرتا ہے۔ اُن کے سبب جنگ وجدل ہوتا۔ نفاق پیدا اور خون ہوتا
ہے۔ اُن سے۔ ایک خواہش کی سیری سے دوسری خواہش پیدا ہوتی ہے اور دوسری سے
تیسری۔ کیا سچ کہا ہے خداوند مسیح نے کہ مال اپنے واسطے زمین پر جمع نہ کرو جہاں کیڑا
اور مورچا خراب کرتے ہیں۔ اور جہاں چور سیندھ مارتے اور چراتے ہیں۔ بلکہ ما ا
لئے آسمان پر جمع کرو۔

اگر خدا ہماری زندگی میں مقدم ہے تب سب کچھ ہمارے لئے حلال ہے لیکہ
سب کچھ ہمارے اوپر حرام ہے۔ اسی واسطے خد
راستبازی خدا کے جلال کو ڈھونڈو تو تمام چیز

Reform Series, No 4.

REMEDIAL CAUSES OF INDIA'S POVERTY.

افلاس ہند کے قابل علاج اسباب

من تصنیف

ڈاکٹر جان مرڈک صاحب

CHRISTIAN LITERATURE SOCIETY FOR INDIA
PUNJAB BRANCH. LUDHIANA 1908.

جسکو
کرسچن لٹریچر سوسائٹی فار انڈیا نے
شائع کیا

سنہ ۱۹۰۸ء

طبع اوّل | تعداد جلد ۱۰۰۰ | قیمت ۱ر

Price one anna.

تمہید

ہندوستان کا مفروضہ افلاس جو ترقی کر رہا ہی- تعلیم یافتہ ہندوستانیوں کے درمیان چند خیالات رائج ہیں کہ یہہ ملک دن بدن مفلس ہوتا جاتا ہی اور افلاس کا الزام برٹش گورنمنٹ کے سر پر تھوپا جاتا ہی اور علاج یہہ تبلایا جاتا ہی کہ نیابتی گورنمنٹ دی جائے۔ یعنی گورنمنٹ میں لائق ہندوستانیوں کو بھی شامل کیا جائے اور اعلےٰ عہدے دئیے جائیں اگر کسی آدمی سے کہا جائے کہ اُس کے افلاس کا باعث دوسروں کی بدکاری ہی تو اُس آدمی کی قدرے تسلی ہو جاتی ہی لیکن اگر اُس کی اپنی حماقت اس کی تنگدستی کی جوابدہ ہو تو اُسکو بتلا دینا اور اُس کی مفلسی کی اصل وجہ بتلا دینا بڑی مہربانی ہوگی۔ مگر آخر الذکر وجہ بتانا ایک ناخوشگوار فرض ہی جسکا ادا کرنا مشکل ہی÷

غلط فہمیوں کی صحت کرنا بھی اگر ممکن ہو ایک فرض ہی شیکسپیر کہتا ہی "کیا اچھا ہوتا اگر لوگوں کے کان ترش و تلخ نصیحت کو سننے کے عادی ہوتے اور خوشامد کی چکنی چپڑی باتیں نہ سُنتے"۔ ملک ہند پہلے کی بہ نسبت اب کہیں دولتمند ہو گیا ہی۔ یہہ خیال کہ ملک دن بدن مفلس ہوتا جاتا ہی غلط ہی اسکا نمایاں ثبوت یہہ ہی کہ گذشتہ صدی کے آغاز سے ہر سال سونا اور چاندی بڑی کثرت سے اِس ملک میں آتا ہی۔ یہہ تو تسلیم کیا جاتا ہی کہ بہت سے لوگ بہت غریب ہیں۔ وجہ کیا ہی؟÷

ایک بڑی وجہ خشک سالی ہی جب بارش بکثرت ہو تو کام بھی ملتا ہے اور اناج سستا ہو جاتا ہے مگر جب خشک سالی کا دور دورہ ہو اور بارش باافراط نہ ہو تو کام نہیں

ملتا اور اناج مہنگا ہوجاتا ہی۔ برٹش گورنمنٹ اسکا تدارک کر رہی ہی۔ جہانتک ممکن ہوسکتا ہے نہریں کھدوا رہی ہی۔ لوگوں کو آبپاشی کے لئے تالاب اور کوئیں کھودنیکی ترغیب دے رہی ہی۔ ایک قحط کا فنڈ بھی قائم کیا گیا ہے افلاس کے اسباب جن کی جوابدہ لوگوں کی عادات ہیں اور جنکا تدارک ہوسکتا ہے یہاں بیان کئے گئے ہیں اور علاج بھی بتایا گیا ہے۔ اگر اُن پر عمل کیا گیا تو ہندوستان پہلے سے کہیں زیادہ دولتمند ہوجائیگا ❊

افلاسِ ہند کے قابلِ علاج اسباب

جو

لوگوں کی عادات سے متعلق ہیں

ماضی کی نسبت غلط خیالات

"ٹینی سن "ماضی" کی بابت کہتا ہی "ماضی" کے سر پر ایک درفشاں تاج ہی۔ جو دور فاصلہ سے بہت شاندار اور درفشاں دکھائی دیتا ہی" ❊

جہلا اور نیم تعلیم یافتہ تمام ملکوں اور تمام زمانوں میں ماضی کو زمانۂ طلائی اور حال کو زمانۂ آہن سمجھتے رہے ہیں۔ خداوند مسیح کی پیدائش سے دس صدیاں پیشتر سلیمان بادشاہ نے بنظر احتیاط کہا تھا۔ "یہ مت کہو کہ گذشتہ ایام موجودہ سے بہتر تھے۔ کیونکہ تو اس کی بابت دانشمندانہ طریقہ سے تحقیقات نہیں کرتا ہی" جس طرح اہل انگلستان گذشتہ زمانہ کو عمدہ سمجھتے ہیں اُسی طرح اہل ہند کہتے ہیں کہ اُن کا ملک اسوقت نہایت پستی کی حالت میں ہی اور قدیم زمانہ میں نہایت اقبالمند اور مہذب تھا۔ لارڈ مکالے اپنی "تاریخ انگلستان" میں اس غلط خیال کو باطل ٹھہرانے کی کوشش کرکے کہتا ہی "جس غلط خیال کی پیروی کرتے ہوئے لوگ گذشتہ ایام کو شاندار اور خوشحال سمجھتے ہیں میں اُسکی مخالفت کرتا ہوں" ❊

وہ کہتا ہو "میں نے بچپن سے ترقی کے سوا کچھ نہیں دیکھا ہو اور تنزل کے تذکرہ کے سوا کچھ نہیں سنا ہو جن قباحتوں کی شکایت کی جاتی ہو۔ وہ چند مستثنیات کے ماسوا کہن سال ہیں۔ علم و ادراک نئے ہیں۔ جو ان کو چاہتے ہیں اور انسانی نیک طبیعتی بھی ایک نئی چیز ہو جو انکا دیرانی خرابیوں کا تدارک کرتی ہو" +

ایک دفعہ برک صاحب نے انگلستان کی بابت ذکر کرتے ہوئے کہا اور وہ خیال اسوقت اہل ہند کے خیال کو ہو بہو پیش کرتا ہو۔ جو یہاں رائج ہو "بدشگونی کے ایسے پرندے ہمیشہ اپنے افسردہ نالوں سے ہمارا مغز چاٹتے چلے آئے ہیں اور کسی نہ کسی عجیب اتفاق سے بدشگونی کے پرندے (جو لوگ ماضی کو بہترین زمانہ سمجھتے ہیں) ہمیشہ اسوقت نہایت بلند آواز سے پرغم گیت گاتے ہیں جسوقت افزونی اور افراط کی ریل پیل ہوتی ہو" +

ہندو لوگ خاصکر ماضی کی بابت بہت بہت غلط خیال قائم کرتے ہیں۔ پروفیسر میکس میولر کہتا ہو "ہندوستان میں لفظ تاریخ نامعلوم تھا کسی نامعلوم زمانہ سے لیکر اس زمانہ تک ہندوؤں کو کبھی یہہ خیال نہ آیا کہ گذشتہ واقعات کا معہ شہادت معتبر بیان قلمبند کریں۔ شاعری اور تصور نے گذشتہ ایام کی وہمی اقبالمندی کی خوبصورت تصویر اُن کے ذہن کے سامنے کھینچ دی ہو۔ والمیک کہتا ہو۔ اجدھیا کا شہر ۴۸ میل لمبا اور ۲۰ میل چوڑا تھا۔ کوہ پیکر محلوں نے شہر کو زینت دے رکھی تھی۔ جواہرات خوب جگمگ جگمگ کر رہے تھے۔ عورتوں کے کھیلنے کے لئے الگ محل تعمیر کرائے گئے تھے اور وہ راجہ اندر کی امراوتی کی مانند تھے۔ ایسے شہر کے مقابلہ میں لنڈن ہیچ پوچ ثابت ہوگا +

کہا جاتا ہو کہ کرشن مہاراج وقار کا سے چلکر اپنی متو کی شادی میں گئے تھے۔ اُس وقت

ان کے ہمراہ دس کروڑ گھڑ چڑھے اور ایک نیلم پیدل پیادے تھے۔ دوارکا جزیرہ نما کاٹھیاوار میں ایک چھوٹا قصبہ تھا۔ تاہم وہاں سے شادی کے موقع پر اسقدر آدمی گئے کہ کرۂ ارض کی آبادی سے بھی کہیں زیادہ تھے +

افلاس کو دور کرنے کا گورنمنٹ بہت کچھ بندوبست کر سکتی ہو۔ مگر اخیر کو سب کچھ لوگوں پر منحصر ہو۔ سمائلز صاحب کہتا ہو "ہر زمانہ کے لوگ یہہ خیال کرتے رہے ہیں کہ انکی اقبالمندی اور فلاح کا دار و مدار زیادہ تر عمدہ قوانین ہی پر موقوف ہو اور انکا شخصی چال چلن انکی بہبودی پر کوئی اثر نہیں ڈالتا۔ یہہ محض دھوکہ ہو جیسا کہ "ازمنہ طلائی" کی بابت غلط خیالات رائج ہیں +

سر مہادیو راؤ جو علے الترتیب ٹراونکور۔ اندور اور بڑودہ کے وزیر اعظم رہ چکے ہیں کہتے ہیں "آدمی جسقدر زیادہ زندہ رہکر دیکھتا بھالتا اور خیال کرتا ہو اُسی قدر زیادہ وہ قائل ہو جاتا ہو کہ روئے زمین پر سوائے ہندو قوم کے کوئی قوم ایسی نہیں ہو۔ جو سیاستی قباحتوں سے تو کم تکلیف اُٹھاتی ہو مگر اپنی پیدا کی ہوئی خرابیوں اور مراسم قبیحہ سے اور قابل تدارک برائیوں سے زیادہ مصائب جھیلتی ہو۔ سر ولیم ہنٹر کہتے ہیں "افلاس ہند کا دائمی تدارک اہل ہند ہی کے ہاتھوں میں ہو" +

۱۔ شادیوں اور شرادھوں کے موقع پر فضول خرچی۔

ایک ہندوستانی مضمون نگار ہندو لوگوں کی قولی اور فعلی زندگی کی ناموافقت کی نسبت لکھتا ہے +

"بالیقین ہمارے ہم قوم فضول خرچ نہیں ہیں بلکہ برعکس اس کے وہ بڑے حریص اور

بخیل ہیں۔ اُن کی اصل غائت روپیہ جمع کرنا ہو مگر وہ اُس کے نیک استعمال سے بے خبر ہیں لیکن جب خرچ کرنے کا موقع آتا ہو تو وہ اعتدال سے کہیں آگے بڑھ جاتے ہیں اور ذرا ذرا سی باتوں پر بیشمار روپیہ خرچ کر ڈالتے ہیں مثلاً شادی بیاہ کے موقع پر بہت سا روپیہ اُڑا دیا جاتا ہو چند روز ہوئے ہم کو معلوم ہوا کہ ایک آدمی نے پندرہ ہزار روپیہ اپنے بیٹے کی شادی کی دعوتوں اور ضیافتوں کے لئے علیحدہ کیا۔ غریب لوگ بھی بڑی بے پروائی سے شادیوں کے موقعوں پر بہت سا روپیہ صرف کر دیتے ہیں۔ ہم کو کئی خاندانوں کی حقیقت معلوم ہو جو بیاہ شادیوں کے لئے بے رحم اور ظالم ساہوکاروں سے قرضہ لیکر برباد و تباہ ہو گئے ہیں "معمولی شادی کی یہہ کیفیت بیان کی جاتی ہو"+

"ایک آدمی اپنی بیٹی کی شادی ٹھہراتا ہو۔ اُس کی آمدنی پچاس روپیہ ماہوار ہو۔ اُس نے ایک پائی بھی جمع نہیں کی ہو۔ مگر دستور کے مطابق اُس کی حیثیت کے آدمی کو پانچسو روپیہ صرف کرنا چاہئے۔ وہ بخوبی جانتا ہو کہ میرے پاس پھوٹی کوڑی بھی نہیں ہو۔ اسلئے اُسکو زیادہ سود پر قرض لینا پڑتا ہو اور وہ اپنے اوپر قرض کا بھاری بوجھ لا دلیتا ہو جس کے نیچے وہ بڑا بڑا برسوں تک پستا رہتا ہو۔ وہ کیا کرتا ہو؟ کیا وہ بڑی دیانتداری سے کہتا ہو "میرے پاس پیسہ نہیں ہو۔ قرض لینا حماقت اور مذموم بات ہو میرے پاس جو کچھ ہوگا وہی خرچ کرونگا اور کسی بات کا خیال نہ کرونگا"؟ نہیں۔ وہ ایسا کہنے کی جرأت نہیں رکھتا بلکہ وہ یہہ کہتا ہو "صاحب میں کیا کر سکتا ہوں؟ یہہ ہمارا دستور ہو اور اگر میں پانچسو روپیہ شادی پر خرچ نہ کروں تو برادری والے میرے منہہ پر تھوکینگے"۔ اسلئے وہ بیوقوفانہ اور بزدلانہ طور پر اپنی گردن قرض کے جوئے تلے دھر دیتا ہو اور برادری والوں کا مقابلہ کرنے کی ہمت نہیں کر سکتا"+

یہہ کیفیت جہلا ہی کی نہیں ہو۔ اس حماقت اور مجنونانہ فعل کے تعلیم یافتہ بھی مرتکب ہوتے ہیں۔ اخبار "انڈین مرر" لکھتا ہو "یہہ بات عام طور پر مشہور ہو کہ جب مجلسی رسوم ادا کرنے کا موقع آتا ہو تو عقل عام اور دانشمندی ہندوستانیوں سے خواہ وہ جاہل اَن پڑھ ہوں یا تعلیم یافتہ مہذب رخصت ہو جاتی ہو۔ وہ ایسے موقعوں پر اپنی حیثیت سے باہر قدم مارتے ہیں اور اپنے آپ کو اور اپنے خاندان کو قرض کی مصیبت میں مبتلا کر دیتے ہیں"+

مرحوم پروفیسر رگھوناتھ مدلیئر مدراسی لکھتے ہیں "شادیوں کے موقعوں پر آسودہ حال لوگوں کو تحفے تحائف بھیجنے۔ اوباش نکھٹوؤں کو دعوتیں دینے اور رنڈیوں کو نچانے جلوس اور روشنی کرنے و آتشبازی چھوڑنے اور انواع اقسام کی نمائشوں اور جلسوں پر جو شادی کا اصلی حصہ سمجھے جاتے ہیں پانی کی طرح روپیہ خرچ کرنا میرے نزدیک اول درجہ کی حماقت اور پرلے درجہ کی فضول خرچی ہو۔ بایں‌ہمہ مجھکو دوسروں کی مانند ضرور روپیہ برباد کرنا پڑیگا ورنہ میری برادری والے مجھکو طعن و تشنیع کرینگے اور رسوم کہکر پکارینگے اور میرے دوست مجھ کو مرتد اور دھرم ہین سمجھیں گے"+

مدراس کے ایک سابق گورنر نے کانووکیشن کے موقع پر کیا خوب کہا "جو شخص اپنے اہل وطن کو یہہ ترغیب دیگا کہ شادیوں کے موقع پر بیشمار روپیہ بلا دریغ صرف نکرو اور اس مذموم رسم کا قلع قمع کر دیگا وہ آدمی بلاشبہ جنوبی ہند کے لئے بہت بڑا کام کریگا۔ جس کو کوئی عمدہ گورنمنٹ دس بارہ برس میں بھی نکر سکیگی"۔ شرادھوں کے موقع پر جو روپیہ صرف کیا جاتا ہے وہ عموماً اتنا تو نہیں ہوتا جتنا شادی پر مگر تاہم وہ مخرب اخلاق ضرور ہو بہت سے موٹے مسٹنڈے جن میں سے بہت سے اپنی بدکاری و عیاشی کے لئے خاص

شہرت حاصل کر چکے ہیں اسی طریقہ سے تن پروری کرتے ہیں اور بدکاری پھیلاتے ہیں۔ اگر اُن کو مجبور کر کے کام پر لگایا جائے جس سے وہ اپنے لئے کما سکیں تو اُن کی اور اُن کے اہل ملک کی حالت بہت کچھ بہتر ہو جائیگی اور دونوں کے لیئے بہت مفید ثابت ہوگا۔ پھر وہ بدکاری کرنے کا موقع نہ پائینگے +

شرادھ کی رسم سے یہہ خیال ہی کہ دوسری دنیا میں آدمی کا بھلا اسی حالت میں ہو سکتا ہی جب اسکے مرنے کے بعد اُس کے پس ماندگان شرادھ اور خیرات کریں اور آدمی کی اپنی ذاتی نیکی دوسری دنیا میں کسی کام کی نہیں۔ گو آدمی اپنی جیون حیات میں کتنی بدکاریاں اور گناہ اور عیاشیاں کرے تو بھی اگر وہ برہمنوں کو کھلانے کیلئے اور گیا میں شرادھوں کے لئے کافی سرمایہ چھوڑ جائے تو بس کافی ہی۔ اس طریقہ سے لوگوں کو گناہ اور بدکاری اور اوباشی کرنے کی ترغیب دی جاتی ہی نیز یہہ بھی کہا جاتا ہی کہ لاولد آدمی نرک (دوزخ) میں جاتا ہی۔ مگر منصف عظیم (خداوند قادر مطلق) راستی کریگا۔ ہر ایک آدمی کو اپنے اپنے اعمال کے مطابق جزا یا سزا ملیگی۔ دوسروں کی نیکی بدی کا عوض نہ ملیگا جنکے اوپر اسکو کوئی اختیار ہی نہیں ہی +

مگر خدا کا شکر ہو سمجھدار ہندوستانیوں کے درمیان یہہ خیال پیدا ہو چلا ہے کہ شادی کے اخراجات کو بالکل گھٹا دیا جائے۔ راجپوتوں کے درمیان ایک بڑی مذموم رسم یہہ تھی کہ شادی کے برباد کن اخراجات سے بچنے کے لئے اپنی لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی مار ڈالا کرتے تھے۔ مگر اب ایک انجمن قائم کی گئی ہے جس نے شادی کے اخراجات کے لیئے ایک خاص رقم مقرر کر دی ہی کہ اس رقم سے زیادہ کوئی آدمی خرچ نہ کرے۔

اگر کوئی اس قاعدہ کے خلاف کرے تو اُسکو جرمانہ کیا جائے۔ اس سے بہت بڑا فائدہ ہوا ہی اور ایک بڑی اصلاح کی بنیاد قائم ہو گئی ہی تعلیم یافتہ آدمیوں کو چاہئیے کہ وہ جاہل لوگوں کے سامنے نیک نمونہ پیش کریں نہ کہ بیوقوفوں کی طرح جو اندھا دھند چھپر لٹکر کی مانند روپیہ اڑاتے ہیں لیکن اگر وہ اعتدال اور طریقہ سے خرچ کریں۔ تو اُن کی اور اُن کے اہل ملک کی خوشحالی اور فارغ البالی ترقی پکڑیگی +

۲۔ مقروض ہونیکی طرف میلان

قدیم الایام سے ہندوستان میں مقروض ہونے کا عام دستور رہا ہی۔ قرض سے رہائی حاصل کرنے کے متعلق رگ وید میں ورن دیوتا سے ایک دعا کی گئی ہی۔ آجتک اس ملک کے ہر ایک حصہ میں تعلیم یافتہ اور گنوار برابر قرض لینے کی عادت بد میں مبتلا رہے ہیں۔ اس لئے باشندگان ہند دو بڑے گروہوں میں منقسم ہو سکتے ہیں۔ ایک تو قرض لینے والے اور دوسرے سود خور۔ بہت سے آدمی بچپن سے مرتے دم تک بے لطفی و بے آرامی اور سخت مصیبت کی زندگی بسر کرتے ہیں اور اس تکلیف کو اپنے بیٹوں کو ورثہ میں دیکر مر جاتے ہیں۔ اس کی کئی وجوہات ہیں لیکن سب سے بڑا سبب قرض لینے کی بری عادت ہی۔ مقروض قرضخواہ کا غلام ہی۔ ہندو لوگ ایسے ناعاقبت اندیش ہیں اور شرح سود ایسی اعلےٰ ہے کہ جب ایک آدمی کا نام ساہوکار کی کتاب میں درج ہو جاتا ہے تو وہ بدقت تمام ہی اپنے آپ کو اُسکے پنجہ سے چھڑا سکتا ہی۔ ساہوکار نہیں چاہتا کہ مقروض اُس کے چنگل سے نکل جائے۔ وہ یہی چاہتا ہے کہ بدنصیب مقروض دائمی اُسی کے فائدہ

کے لئے محنت کرتا ہے۔ وہ کسان کی تمام فصل کو اُٹھا لیجاتا ہی اور اُس کے دام اپنی مرضی کے مطابق وضع کرتا ہی مگر اُس کے لئے اس قدر غلہ چھوڑ جاتا ہی کہ وہ فاقہ کشی سے مر نہ جائے بعض وقت دیکھا گیا ہی کہ پشت در پشت قرض چلا جاتا ہی۔ ہر سال سود کی رقم جو ادا کی جاتی ہی وہ ایک رقم خطیر ہوتی ہی۔ ایک آدمی نے پچاس روپیہ قرض لیا تھا۔ وہ تین برس تک تین روپیہ دو آنے ماہوار سود ادا کرتا رہا۔ اس مدت کے اختتام پر اُسنے سو روپیہ بطور سود ادا کیا تھا۔ مگر پچاس روپے اصل زر موجود کا موجود رہا۔

قرض سے کیونکر بچ سکتے ہیں؟

مفصلہ ذیل چند مقولے ہیں جن پر عمل کرنے سے آدمی قرض لینے سے بچ سکتا ہی سب سے اہم مقولہ ڈاکٹر سیموئل جانسن کا یہ ہی۔ آمدنی سے اپنا خرچ کم رکھو ایسا کرنے کے لئے حسب ذیل باتوں پر عمل کرنا لازم ہی۔

۱۔ بڑی ہوشیاری سے اپنی آمدنی اور خرچ کا تخمینہ لگاؤ آمدنی کا اندازہ حد سے زیادہ مت کرو اور نہ خرچ کا کم۔ ہر ایک باضابطہ اور شائستہ سلطنت اپنا بجٹ یعنی سالانہ آمدنی و خرچ کا تخمینہ تیار کرتی ہی۔ ہر ایک گھرانے کو بھی اپنا بجٹ بنانا چاہیئے۔ اخراجات کی ذیل میں کرایہ مکان ٹیکس۔ خوراک اور خانگی استعمال کی دوسری چیزیں۔ کپڑے۔ تعلیم۔ خیرات۔ متفرقات اور محفوظ سرمایہ وغیرہ ہونے چاہئیں ہر ایک رقم پر خوب غور کر لینا چاہیئے اور اُسی کے مطابق روپیہ بھی علیحدہ کر لینا چاہیئے۔

۲۔ اپنے اخراجات کا حساب رکھو لاک صاحب انگلش فیلسوف کہتے ہیں

اگر اپنے اخراجات کا باقاعدہ حساب لکھتے رہو تو تم آمدنی سے زیادہ خرچ نہ کر سکو گے جو کچھ ہر روز خرچ کرو اُسکو لکھتے رہو بہت سے غریب آدمی خیال کرتے ہیں کہ اپنی آمدنی و خرچ کا روزمرہ حساب لکھتے رہنا ضروری نہیں ہی۔ یہ بڑی غلطی ہی آدمی جسقدر زیادہ غریب ہو اُسی قدر زیادہ اُسکو پیسہ پیسہ کے لئے محتاط ہونا چاہیئے۔

۳۔ سب چیزیں نقد دام دیکر خریدو جب کسی آدمی کو روپیہ خرچ کرنا پڑتا ہی تو وہ دو دفعہ سوچ لیتا ہی کہ آیا فلاں چیز کا خریدنا بہت ضروری ہی یا نہیں۔ اگر تم کسی دکاندار سے لین دین کرتے ہو اور اشیاء قرض لیتے ہو تو تم کو اُسی کے پاس جانا پڑیگا اور جو کچھ وہ تم کو دینا پسند کریگا وہ لینا پڑیگا لیکن اگر نقد دام دیکر چیز خریدنا چاہو تو جہاں سے سستی ملے خرید سکتے ہو اور بعض وقت نقد زر پر کمیشن بھی ملتا ہی۔

۴۔ غیر ضروری اخراجات سے احتراز کرو جب تمہارا جی کوئی چیز خریدنے کو چاہے تو یہ پوچھو۔ "کیا اس چیز کے بغیر میرا گذارہ ہو سکتا ہی؟" اگر کوئی آدمی اُن چیزوں کو خریدے جنکی اُسکو ضرورت نہیں ہے تو اُسکا دل ایسی چیز خریدنے پر مائل ہوگا جس کے خریدنے کی وہ استطاعت نہیں رکھتا ہی۔

شادی کے اخراجات بہت تھوڑے ہونے چاہئیں اس سے نہ صرف تم ہی خوشحال اور باآسایش زندگی بسر کر سکوگے۔ بلکہ تمہارے ہموطنوں کے سامنے ایک عمدہ نمونہ قائم ہو جائیگا سب سے زیادہ خراب خرچ وہ ہی جو شراب خوری اور رنڈیوں کے نچانے پر کیا جاتا ہی۔

۵۔ سیونگ بینک میں ضرور اپنا حساب رکھو ملک کے مختلف حصوں

میں ڈاک خانوں سے متعلق برٹش گورنمنٹ نے سیونگ بنیک قائم کر رکھے ہیں جہاں روپیہ محفوظ رہ سکتا ہی اور سود بھی ملتا ہی اور وقت پر روپیہ لیکر استعمال بھی کیا جاسکتا ہے۔ ہر ایک آدمی سیونگ بنیک میں بلا روک ٹوک جاسکتا ہی اور چار آنہ تک چھوٹی رقم جمع کرسکتا ہی۔ روپیہ جمع کرنے والے کو بنیک کی طرف سے ایک کتاب ملتی ہی جس میں تمام رقوم مندرج ہوتی رہتی ہیں۔ سوائے جمع کنندہ کے اور کوئی آدمی اسکا روپیہ وہاں سے نہیں لے سکتا یا صرف ایسا آدمی نکال سکتا ہی جسکو اختیار دیا گیا ہو۔ گورنمنٹ جمع شدہ روپیہ کی نگرانی کرتی ہی اور کچھ سود دیتی ہی۔ اسواسطے وہاں کسی قسم کی دھوکہ دہی کا اندیشہ نہیں ہی۔ جمع شدہ روپیہ جب چاہو نکال لیا۔ کوئی دقت پیش نہیں آتی۔ گورنمنٹ اتنا سود تو نہیں دیتی ہے جتنا محتاج قرض اُٹھانیوالا دیتا ہو مگر سیونگ بنیک میں جمع کرنے کے تجربے فائدے ہیں۔ اول تو رقم بالکل محفوظ ہوتی ہی۔ دوسرے جب جی چاہا لے لی +

۱۲۔ "نہیں" کہنا سیکھو جب تمہارا دل ایسی چیز خریدنے کا خواہشمند ہو جس کے خریدنے کی تم قدرت نہیں رکھتے تو فوراً "نہیں" کہو جب تم کو کھلی نمود و نمائیش پر روپیہ صرف کرنے پر مجبور کئے جاؤ تو فی الفور "نہیں" کہو۔ جب کوئی برائی تم کو ورغلائے تو جھٹ پٹ "نہیں" کہو۔ کاہلی سستی عیاشی حماقت اور رسوم قبیحہ سے بچنے کا سب سے عمدہ طریقہ یہہ ہی کہ مصمم ارادہ کرکے "نہیں" کہدو۔ پہلی مرتبہ کچھ ہمت کی ضرورت ہوگی مگر آہستہ آہستہ طاقت آجائیگی اور تمام بری ترغیبوں سے بچ جاؤ گے +

ہم کو روپیہ کی بابت بہت محتاط ہونا چاہئے بخیلوں کی مانند اُسے جمع مت کرو بلکہ نیک کاموں میں صرف کردو۔ جان ویسلے نے روپیہ کی بابت تین قیمتی باتیں کہی

ہیں اور وہ یہہ ہیں +

(۱) جسقدر کما سکو کماؤ +

(۲) جسقدر بچا سکو بچاؤ +

(۳) جسقدر خیرات کرسکو کرو +

۱۳۔ روپیہ کو منافع پر لگانے کے بجائے زیورات میں بند کر رکھنا

روپیہ کو روپیہ پیدا کرتا ہی۔ ایک کسان یا دکاندار جس کے پاس کافی سرمایہ ہو اور چارپائے یا ضروری اشیاء فروختنی کے خریدنیکی مقدرت رکھتا ہو وہ بخوبی گزران کرسکیگا لیکن جس آدمی کے پاس کچھ بھی نہیں ہی وہ کیا کرسکتا ہی؟ ۶۳ برس کے عرصہ میں جو سنہ ۱۹۰۲ء میں ختم ہوتا ہی اشیاء برآمد کو وضع کرنے کے بعد دو ارب نوّے کروڑ روپیہ کا سونا اور چار ارب تیس کروڑ روپیہ کی چاندی اس ملک میں ممالک غیر سے آئی یعنی کل سات ارب بیس کروڑ کا سونا چاندی آیا۔ انگلستان میں سونیکا سکہ چلتا ہی مگر ہندوستان میں طلائی سکہ شاذ ہی نظر آتا ہی سونا جسوقت آتا ہے فوراً گلاکر زیورات بنائے جاتے ہیں اور یہی حال چاندی کا بھی ہی +

سنہ ۱۹۰۱ء کی مردم شماری سے معلوم ہوا کہ ۴۰۱۵۰۲ سنار تھے۔ اگر ہر ایک زرگر کی اوسط آمدنی چھ روپیہ ماہوار لگائی جائے تو سالانہ آمدنی دو کروڑ ۹۰ لاکھ روپیہ ہوگی یہہ خرچ سرمایہ کو غیر مفید بنانے میں برداشت کیا جاتا ہی۔ حالانکہ اس سرمایہ کی ملک کو اشد ضرورت ہی +

پچیس ہزار میل لمبی ریلوے پر سنہ ۱۹۰۱ء تک تین ارب چالیس کروڑ روپیہ

صرف ہوچکا تھا۔ یہہ روپیہ کہاں سے آیا؟ تقریباً سب انگلستان سے آیا۔ وہاں سونے کے زیورات ایسی کثرت سے نہیں بنائے جاتے جیسے کہ یہاں اس ملک میں بنائے جاتے ہیں اور بہت سرمایہ سود پر لگایا جاتا ہی۔ تمام ریلیں اور کارہائے عامہ خلائق کے اخراجات اسی ملک سے ادا ہوجاتے ہیں اور اب جو کروڑوں روپیہ بطور سود انگلستان کو بھیجا جاتا ہی وہ ہرگز دینے کی ضرورت نہوتی اسوقت ہندوستان میں چار ارب روپیہ سے کم کے زیورات نہونگے۔ یہہ رقم بہت بڑی ہی۔ اگر بارہ فیصدی سود لگایا جائے تو اڑتالیس کروڑ روپیہ سالانہ سود کی آمدنی ہوگی اور یہہ رقم برٹش ہندوستان کی مالگذاری سے دوگنی ہی +

سونے چاندی کے زیورات بنانے میں نہ صرف سود ہی کا نقصان ہی۔ بلکہ بدمعاشوں کو ڈاکے ڈالنے اور زیور کی خاطر عورتوں کو قتل کرنے کی ترغیب دیجاتی ہی۔ ہر سال سینکڑوں عورتیں ماری جاتی ہیں اور وہی حشر بہت سے بچوں کا بھی ہوتا ہی جنکو زیور پہنایا جاتا ہی۔ انکی بیوقت موت کی موجب والدین کی حماقت اور لایعنی نمود ہوتی ہی +

یہہ سچ ہی کہ ایسے آدمی جو لکھنے پڑھنے سے معذور ہیں اپنی آمدنی کا ایک بڑا حصہ بچاکر زیورات پر صرف کردیتے ہیں۔ اُن سے اور کیا توقع ہوسکتی ہی؟ اور یہہ کچھ اچھا بھی ہے کہ بچا ہوا روپیہ فضولیات اور بدکاریوں میں صرف نہیں کیا جاتا ہی۔ مگر تعلیم یافتہ اصحاب کو اپنی آمدنی کا ایک حصہ سیونگ بینک میں جمع کرنا چاہئے۔ اس میں نمایاں ترقی نظر آتی ہی۔ مفصلہ ذیل شمار و اعداد گورنمنٹ بینک کے ہیں۔ پرائیویٹ بینکوں میں بھی بہت سا روپیہ جمع ہی +

	سنہ ۱۸۸۹-۹۰ء	سنہ ۱۸۸۹-۹۰ء
دیسی بینکوںکا شمار	۱۹۰۶۸۷	۷۳۹۲۱۳
سود جو حاصل ہوا	۱۱۶۷۵۶۵ روپیہ	۲۵۰۸۲۳۶ روپیہ
اور آخر سال کا بقایا	۳۵۱۹۳۸۲۰	۸۹۳۰۹۷۰۸

اس سے ظاہر ہوگا کہ سولہ برس کے عرصہ میں ہندوستانی بینکوں کا شمار ۱۹۰۶۸۷ سے ۷۳۹۲۱۳ ہوگیا اور سود کی آمدنی ساڑھے گیارہ لاکھ روپیہ سے بڑھکر ۲۵ لاکھ ہوگئی اور جمع شدہ سرمایہ ساڑھے تین کروڑ سے بڑھکر نو کروڑ ہوگیا +

۴۔ نامناسب خیرات

کسی نے ہندوستان کو "ملکِ خیرات" کہا ہی ساتھ ہی اُسکو "ملکِ گدایان" کہنا بھی بیجا نہ ہوگا۔ سنہ ۱۸۹۱ء میں مفت خوروں کی تعداد اکتالیس لاکھ تھی۔ دنیا کے کسی ملک میں گداگری ایسی معزز نہیں ہی جیسی کہ اس ملک میں ہی +

پنڈت شیوناتھ شاستری لکھتے ہیں "ہندوؤں کا خیرات کرنے کا اندھا دھند طریقہ قومی عظمت کی بنیادوں کو کھوکھلی کر رہا ہی۔ وہ کاہلوں کی تعظیم کرتے ہیں۔ مردوں اور عورتوں کو ذلیلانہ گداگری سکھاتے ہیں محنت کی فضیلت کو بالکل برباد کرتے ہیں" +

بیکاری کو ہر ایک انسان فطرۃً پسند کرتا ہی۔ اگر دوسرے اُس کے لئے کماکر لائیں تو وہ کام کرنے سے پہلوتہی کرتا ہے۔ ہندوؤں کی مخیر فطرت سے فائدہ اٹھاکر ہزاروں لاکھوں مرد و عورت دربدر بھیک مانگتے پھرتے ہیں۔ مفت خورے گداگروں نے اس کو اپنا موروثی پیشہ سمجھ رکھا ہی۔ یہہ بھیک منگے دربدر بھیک مانگنے کو اپنی بےعزتی اور

رسوائی نہیں سمجھتے ہیں مگر محنت اور دیانتداری سے روٹی کمانے کو ذلت اور کسرِشان تصور کرتے ہیں ✣

ہندوؤں کا ملکر رہنے کا خانگی دستور کئی طرح سے مفید بھی ہے مگر ساتھ ہی سستی وکاہلی کا حامی ہے۔ اگر ایک محنتی آدمی روپیہ پیدا کرتا ہے تو اُس کے غریب رشتہ دار خیال کرتے ہیں کہ اُن کی پرورش کرنا اُسکا فرض ہے۔ ناجائز خیرات ملک کو غریب بنانے کے سوا بدکاری کو بھی ترقی دیتی ہے۔ جب لوگ اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہونگے تو کسی آدمی کو بدکاری کرنے کا خیال نہ گزریگا۔ جب وہ بیکار رہوتے ہیں تو ہر طرح کے بُرے خیال اور بُری ترغیبیں اُن کے دلوں میں پیدا ہوتی ہیں ✣

ہندوستان کے بہت سے بھیک منگوں کا چال چلن کیسا ہے؟ یہہ تو مشہور بات ہے کہ ہزاروں فقیر اپنی بدچلنی اور بدکاری کی وجہ سے ایک جگہ زیادہ عرصہ تک ٹھہرنے نہیں پاتے۔ ایسا نہو کہ اُن کی قلعی کھل جائے۔ بہت سے فقیروں کی بدمعاشی کا سب سے بڑا ثبوت یہہ ہے کہ جب کوئی سمجھدار آدمی خیرات دینے سے انکار کرتا ہے تو وہ اس کو گالیاں دیتے اور لعنت ملامت کرتے ہیں۔ جاہل اور توہم پرست خاصکر عورتیں اسی وجہ سے اُن کو خیرات دیتی ہیں۔ اگر وہ درحقیقت اچھے فقیر ہوتے تو وہ خیرات کے نہ ملنے پر چپ چاپ چلے جاتے اور صلواتیں نہ سناتے ✣

اگر ناجائز خیرات معیوب ہے تو خود غرضی اور بھی زیادہ خراب ہے۔ جو شخص درحقیقت خیرات کا مستحق ہے اُس کی امداد ضروری ہے ✣

ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں یورپین لوگوں نے امدادی انجمن قائم کر رکھی ہیں۔ جہاں سے تحقیقات کرنے کے بعد مساکین کی دستگیری کیجاتی ہے بعض جگہ کارخانے بھی کھولے گئے ہیں تاکہ لوگ کام کرکے روزی پیدا کر سکیں لیکن یہہ کارخانے اور انجمنیں یورپین اور یوریشین لوگوں کی امداد کے لئے کھولے گئے ہیں۔ اسی قسم کی انجمنیں ہندوستانی محتاجوں کی امداد کے لئے بھی قائم ہونی چاہئیں تعلیم یافتہ ہندو اصحاب ایسے امدادی کارخانے قائم کر سکتے اور انکا انتظام دانشمندانہ طریقہ سے چلا سکتے ہیں غریب بچوں کے لئے صنعتی سکول شفاخانے اور ڈسپنسریاں بھی خیرات کی ایک عمدہ صورت ہیں ✣

ہمارا مطلب ہندوؤں کو خیرات کرنے کا عمدہ اور اصلی طریقہ بتلانا ہے۔ ہماری مراد یہہ نہیں ہے کہ وہ خیرات کرنا ہی بند کر دیں۔ اُن کا موجودہ طریق خیرات کچھ فائدہ مند بھی ہے اور کچھ نقصان دہ بھی۔ اگر عقلمندی سے خیرات کی جائے تو تمام ملک میں صنعتی سکول اور ہسپتال نظر آئینگے مصیبت زدہ کی دستگیری اور کاہلوں کی سستی دور ہوگی اور محنتی اور نیک معاش بن جائینگے ✣

۵۔ ناعاقبت اندیشانہ اور لاپروائی کی شادی

بہت سے ہندوؤں کا بڑا مقصد اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم دینا نہیں ہے بلکہ اُن کو جسقدر جلد ہو سکے بیاہ دینا ہے۔ یہہ اعتقاد کہ بیٹا باپ کو جہنم سے بچاتا ہے بالکل غلط ہے اور بہت خرابیوں کا موجب ہے اسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے ✣

بچپن کی شادی کا رواج ہندوستان ہی میں ہے دنیا کے دوسرے ملکوں میں (مسیحی

ممالک میں زیادہ تر) یہہ دستور ہی کہ جب تک لڑکا لڑکی سن بلوغت کو نہیں پہنچتے شادی نہیں کی جاتی۔ سمجھدار اور ہوشیار آدمی اُس وقت تک شادی نہیں کرتے جبتک کہ وہ اپنے اہل وعیال کی پرورش کے قابل نہیں ہو جاتے اگر یہہ کام دور اندیشی سے کیا جائے تو قومی اقبالمندی اور خوشحالی کو ترقی ہوگی مگر کوتاہ اندیشی ہمیشہ مصیبت اور دُکھ کا باعث ہوتی ہی +

مرحوم پروفیسر رگھناتھ مڈلیبر (مدارس) لکھتے ہیں +

میری یہہ خواہش ہی کہ میں اپنے سادہ لوح بیٹے کو کنوارا رکھوں "تاوقتیکہ وہ اپنی بیوی بچوں کی پرورش کا بھار اُٹھانیکے قابل ہو جائے میرے نزدیک سب سے بہتر کام یہی ہی جو اُس کی بہتری کے لئے کیا جا سکتا ہی۔ مگر رواج کا بُرا ہو۔ میرا بیٹا جسوقت ذرا بڑا ہو جائیگا اُس کی شادی کرنی ہی پڑیگی۔ مجھ کو مرتے دم تک اپنے نالائق بیٹے اور اُس کی بیوی کی پرورش کرنی ہوگی اور اُن بچوں کی پرورش کا بار میرے سر پر ہوگا جو میرے بیٹے اور بہو سے پیدا ہونگے" +

سر ولیم ہنٹر لکھتے ہیں +

ہندوستان کے بعض حصوں کا افلاس براہ راست اور گنجان آبادی کے باعث ہی کاشتکاروں کی وہ قوم جو ایسی حالت میں شادی کرتی ہی کہ لڑکے کا ذریعہ معاش بالکل ہی نہیں ہی کبھی سر سبز و شاداب نہہوگی کیونکہ آدمیوں کا شمار زمین کی قوتِ پیداوار سے کہیں زیادہ ہوگا۔ اب تلوار اپنا پرانا کام کرنے کی مجاز نہیں ہی لڑائی دن کی مارکاٹ موقوف ہی اسلئے ان کو اب چاہئے کہ وہ بڑی ہوشیاری سے

شادی کریں ورنہ فاقہ مستی میں زندگی بسر کرنا ہوگی۔ جب سے افلاطون نے اپنی کتاب "رِی پبلک" (جمہوریت) لکھی ہی کاشتکار قوم کو ہمیشہ شادیاں کرنے میں بڑی احتیاط سے کام لینا پڑا ہی" +

فرانس اور ہندوستان کا مقابلہ "دُنیا کے دو ملک فرانس اور ہندوستان اپنے تمدنی طریقوں کے لحاظ سے ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ فرانس کے باشندوں نے بڑی دانائی سے سمجھ لیا ہی کہ جس ملک کی آبادی بہت زیادہ ہوگی اور وسائل معاش محدود۔ وہاں سے قومی خوشحالی مفقود ہوگی۔ اسلئے اُنہوں نے مالتھوس کے اصول پر عمل کرنا شروع کر دیا ہی اور آبادی کو ایسے اعتدال پر قائم کیا ہی کہ شخصی خوشحالی اور گھرانوں کی اقبالمندی کو نقصان نہیں پہنچتا ہی۔ مگر ہندوستان کے باوا آدم ہی نرالے ہیں یعنی آمدنی کا ذریعہ ہو یا نہ ہو لڑکے کو بیاہ دیتے ہیں۔ گورنمنٹ اس میں کوئی دخل نہیں دے سکتی" +

"ایڈوکیٹ" لکھنؤ رقمطراز ہی +

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ہمارے سوشل رسم و رواج درحقیقت مذموم ہیں۔ لیکن یہہ مصائب بھی لوگوں کی آنکھیں نہیں کھولتے اور اُن کو ترغیب نہیں دیتے کہ وہ اپنی اصلاح کریں۔ جو قوم اپنے دستوروں اور عادتوں کو جو مناسب نہیں ہیں تبدیل نہیں کرتی کیا وہ خودکشی نہیں کرتی؟ ہمارے لاکھوں ہموطنوں کی زندگی کا مقصد یہہ ہی کہ شادی کرکے بچے پیدا کریں اور مصیبت سے مرجائیں +

اکثر دفعہ شکایت کیجاتی ہی کہ چیزوں کی قیمت تو بڑھ گئی ہی مگر مزدوری کی شرح

نہیں بڑھائی گئی۔ اس سے یہہ نتیجہ نکالا جاتا ہی کہ ملک دن بدن غریب ہوتا جاتا ہی اور چونکہ گورنمنٹ کی بدانتظامی اس افلاس کی موجب قرار دی جاتی ہی اسلئے گورنمنٹ ہی کا فرض ہی کہ وہ اسکا تدارک بھی کرے۔ یہہ لوگوں کا عام خیال ہے۔ جن لوگوں کا مذکورۂ صدر خیال ہی اُنسے درخواست کی جاتی ہی کہ وہ وجہ بتلائیں کہ تندرست توانا زرعی مزدوروں کی مزدوری کی اوسط کیوں مختلف ہی؟ حالانکہ گورنمنٹ ایک ہی ہی +

کیا وجہ ہی کہ جبلپور میں ایک زرعی قلی تین روپیہ چار آنے ماہوار کماتا ہی اور امرتسر میں آٹھ روپے اور ٹونگو (برہما) میں سوا اٹھارہ روپیہ؟ مزدوری کی شرح اسی قاعدہ سے ہی جس قاعدہ سے غلہ کا نرخ مقرر ہوتا ہی۔ جب مزدوروں کی مانگ زیادہ بڑھ جاتی ہی تو قیمت بھی بڑھ جاتی ہی اور جب مانگ کم ہوتی ہی تو قیمت گھٹ جاتی ہی +

یہہ موجب مسرت ہی کہ ان سے اچھے اچھے خیالات پھیلتے جاتے ہیں۔ اخبار "یونائٹڈ انڈیا" لکھتا ہی :-

ہندوستان میں شرح مزدوری کیوں نہیں بڑھی ہی؟ مزدوری کی شرح اس وجہ سے نہیں بڑھی ہی کہ مزدور پیشہ گروہ اور گروہوں کی بہ نسبت ہر سال زیادہ بڑھتا جاتا ہی۔ اسلئے مزدوروں کے مابین مقابلہ بھی بڑھتا جاتا ہی"۔ ۵ مئی ۱۹۰۳ء +

۴- افیون - گانجہ اور شراب

یہہ بہت افسوس کی بات ہی کہ گذشتہ چند سال سے میخوری اور منشیات کی عادت بد لوگوں کے درمیان ترقی پکڑتی اور پھیلتی جاتی ہی۔ اس میں وہ تعلیم یافتہ

اصحاب مبتلا دیکھے گئے ہیں جن کے جد امجد شراب کو چھوتے نہ تھے۔ یورپین لوگوں کے نمونہ نے بھی اس بری عادت کی تائید کی ہی جب انگریزی تعلیم کا چرچا اس ملک میں ہونے لگا بعض کوتاہ اندیش نوجوانوں نے خیال کیا کہ ان کو انگریزی زبان سیکھنے کے ساتھ انگریزوں کے عادات کی بھی نقل کرنا چاہئے اور جہاں انہوں نے اور بری باتیں سیکھی ہیں وہاں منشیات کا استعمال بھی ترقی تہذیب اور شرافت کا لوازمہ قرار دیا گیا۔ یہہ بدی کلکتہ میں سب سے زیادہ زوروں پر رہی ہی جہاں مالدار تعلیم یافتہ اصحاب موجود ہیں اور انگریزی کا مطالعہ مدت دراز سے ہوتا چلا آتا ہی +

اخبار "ہندو پیٹریاٹ" مغربی تہذیب کے نتائج بیان کرتا ہی :-

"ہم ہر روز نہیں بلکہ ہر گھڑی برانڈی کی بوتل کی برباد کن کارروائی کو دیکھ رہے ہیں جو وہ ہماری سوسائٹی کے شریف ترین لوگوں کے برخلاف کر رہی ہی۔ دولت۔ مرتبہ۔ عزت۔ چال چلن صحت اور عقل اس کو دیکھ کر عفریت کی نذر ہو گئی ہی عمدہ تعلیم اور عمدہ ذرایع معاش کے باوجود بھی ہمارے طبقۂ اعلےٰ کے لوگ کچھ نہیں بچا سکتے ہیں۔ میخوری کی وجہ سے ہوا ہی۔ سرسبز گھرانے اسی کے اثر بد سے برباد ہو گئے ہیں" +

انگلستان جو دنیا میں سب سے زیادہ دولت مند ملک ہے وہاں بھی بہت سے گھرانے نہایت تنگدست اور نان شبینہ کو محتاج پھرتے ہیں اُن کی ناداری اور اس قابل افسوس حالت کی وجہ شراب نوشی ہی۔ ہندوستان میں بھی شراب پینے کی عادت ترقی کر رہی ہی۔ افیون اور دیگر منشیات سے ۱۸۸۰ء میں دو کروڑ اسی لاکھ روپے کی آمدنی ہوئی تھی مگر ۱۹۰۱ء میں اس کی تعداد پانچ کروڑ ۸۰ لاکھ ہو گئی

یعنی بیس برس کے عرصہ میں دوچند ہوگئی۔ جو روپیہ شراب کے لئے صرف کیا گیا اگر اسکو شمار کیا جائے تو ہر سال ۹ کروڑ کا خسارہ اُٹھانا پڑا ہی۔ یہہ رقم خطیر بچائی جا سکتی تھی مگر اب تو یہہ رقم برباد ہی ہوگئی ہی۔ اگر اُسکو خلیج بنگال میں گرا دیا جاتا تو بہتر ہوتا +

اوپر شراب اور افیون کو افلاس کا ایک سبب قرار دیا گیا ہی۔ اُنہی سے متعلق اخلاقی بدیاں بھی ہیں جو اصلاح کی محتاج ہیں۔ انکا ذکر آئندہ بھی کیا جائیگا +

عام اپیل

اب ہم چھ امور پیش کر چکے ہیں جن سے ظاہر ہی کہ لوگوں کا افلاس دور کرنے کے لئے کیا کچھ ہو سکتا ہی لیکن اگر ان امور پر غور نہ کیا جاوے تو دوسری کوششیں رائیگاں جائینگی یہہ بات مشہور ہی کہ ہندوستان کی اقبالمندی افیون اور شراب کے استعمال سے ظاہر کی جاتی ہو لیکن مذکورہ بالا قباحتیں اِس اقبالمندی کو روک رہی ہیں

فہرست کتب سی-ایل-ایس-لودیانہ

شائع ہوچکی ہیں

نمبر	نام کتاب		قیمت
۱	بائبل کی راہ نجات		۱ پائی
۲	سورۂ فاتحہ مصنفہ پادری آر رؤس صاحب		۳ پائی
۳	خدا تعالیٰ کے دس احکام	"	۳ پائی
۴	انجیل شریف کی صحت و درستی	"	۳ پائی
۵	قرآن	"	۳ پائی
۶	یسوع مسیح	"	۳ پائی
۷	یسوع مسیح کے حق میں پیشین گوئیاں	"	۳ پائی
۸	یسوع مسیح کی موت اور اسکا مردوں میں سے جی اٹھنا مصنفہ پادری آر رؤس صاحب		۱ پائی
۹	بےگناہ نبی	"	۳ پائی
۱۰	محمد صاحب کی سرگذشت	"	۳ پائی
۱۱	مسیح یا محمد	"	۳ پائی
۱۲	سچا اسلام	"	۳ پائی
۱۳	فارقلیط مصنفہ پادری آر رؤس صاحب		۳ پائی
۱۴	انصاف کا دن	"	۳ پائی
۱۵	خدا ہمارا باپ	"	۳ پائی
۱۶	کیا انجیل منسوخ ہوگئی ؟	"	۳ پائی
۱۷	ہمارا شفیع کون ہے	"	۳ پائی
۱۸	وید کی قربانیاں مصنفہ پادری پریداس		۳ پائی
۱۹	اسماء الٰہی مصنفہ پادری آر رؤس صاحب		۳ پائی
۲۰	حضرت اسحاق اور اسمٰعیل	"	۳ پائی
۲۱	روزہ	"	۳ پائی
۲۲	نماز	"	۳ پائی
۲۳	ہدایت المتبرین مصنفہ ڈاکٹر ویری صاحب		۳ پائی
۲۴	صفائی کی ضرورت مترجمہ مسٹر رای سیاداس صاحب بی-اے		۳ پائی

نمبر ۵ و ۸ حروف دگورمکھی زبان میں بقیمت ۳ پائی فی کتاب مل سکتی ہے۔

نمبر	نام کتاب	قیمت
۲۵	چھوٹی پیتھی خیرات	۳ پائی
۲۶	پرستش حیوانات	۳ پائی
۲۷	ویدوں کی ازلیت و الہیت مصنفہ پادری پریداس	۳ پائی
۲۸	خدا ہمارا باپ مصنفہ ڈاکٹر جی۔ ایچ راؤس صاحب	۳ پائی
۲۹	تاریخ طاعون مؤلفہ ڈاکٹر فلپس صاحب	پائی
۳۰	بپتسمہ۔ مصنفہ پادری بی بی رائے صاحب	۶ پائی
۳۱	آئندہ زندگی مصنفہ پادری جی۔ ایل ٹھاکرداس صاحب نیا ایڈیشن	۲ر
۳۲	شادی مصنفہ پادری بی بی رائے صاحب	۱ر
۳۳	وشنو کے دس اوتار	۲ر
۳۴	رشیوں کا آبائی وطن مصنفہ پادری بی بی رائے صاحب نیا ایڈیشن	۱ر
۳۵	رامپال سنگھ رومن مصنفہ مس لوئیس مارسٹن صاحبہ۔ کپڑے کی جلد	۸ر
۳۶	رامپال سنگھ اردو مصنفہ مس لوئیس مارسٹن صاحبہ۔ کپڑے کی جلد	۴ر
۳۷	چندر لیلا اردو	۲ر۶ر
۳۸	عزت بیتال	۳ر۵ر
۳۹	تلاش حق	۳ر۴ر
	وید کی تصنیفات	۱ر
۴۰	شریف بیبیاں	۳ر۶ر
۴۱	حالات جاپان	۳ر۸ر
۴۲	مسیح کی تعلیم مصنفہ پادری جیمس رابرٹسن صاحب ڈی۔ ڈی سٹف کور اردو	۴ر
۴۳	رامپال سنگھ رومن مصنفہ مس لوئیس مارسٹن صاحبہ۔ کلاتھ	۸ر
۴۴	رامپال سنگھ اردو مصنفہ مس لوئیس مارسٹن صاحبہ۔ کلاتھ	۴ر
۴۵	مسیح کی تعلیم۔ مصنفہ پادری جیمس رابرٹسن صاحب ڈی۔ ڈی۔ کلاتھ رومن	۱ر۲ر۸ر
۴۶	کشف الحقائق	۸ر
۴۷	اصلاح اخلاق	۴ر
۴۸	اصلاح تمدن	۵ر
۴۹	صنعت اور دستکاری کی ترقی	۲ر
۵۰	زراعتی اصلاح	۱ر
۵۱	اصلاح حفظان صحت	۱ر
۵۲	افلاس ہند کے قابل علاج واسباب	۱ر
۵۳	اسلام میں مسیح	۱ر
۵۴	الکفارہ	۱ر
۵۵	سیر ہندوستان	عصر

لودیانہ مشن سٹیم پریس ۱۹۱۰ء